بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون ۴۲۹
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل ربوہ
The Daily ALFAZL RABWAH
یوم پبلیر
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے
جلد ۶۴/۲۹ | ۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ ۱۷ امان ۱۳۵۴ ہش ۱۷ مارچ ۱۹۷۵ء | نمبر ۶۱

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۷ امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۷ امان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

"کمر درد کی وجہ سے طبیعت خراب ہے۔ نواب محمد احمد خان صاحب کی طبیعت کچھ زیادہ خراب ہے۔

احبابِ جماعت درد و الحاح سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا اور محترم نواب محمد احمد خان صاحب کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور عمرِ دراز سے نوازے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ضروری وضاحت

شناختی کارڈ حاصل کرنے کا جو فارم پُر کرنا پڑتا ہے اُس میں ایک خانہ "مذہب" کا ہے۔ اسی طرح سکولوں میں داخلہ کے لئے فارموں میں بھی "مذہب" کا خانہ ہے۔ بعض اَور فارموں میں بھی ہوگا۔ متعلقہ افسران اصرار کرتے ہیں کہ احمدی اپنے آپ کو غیر مُسلم درج کریں۔ اُن کا یہ مطالبہ غیر آئینی اور بالکل غیر منصفانہ ہے۔

یہ درست ہے کہ صرف دستورِ پاکستان اور قانونی اغراض کے لئے "احمدی" مسلمان قرار نہیں دئے گئے۔ لیکن ساتھ ہی دستور کا آرٹیکل ۲۰ ہر شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جو مذہب بھی رکھتا ہو اس کا برملا اظہار کرے، اس پر عمل کرے اور اس کی تبلیغ کرے۔ یہ حق بدستور قائم ہے۔ اِس حق کو وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اُس تقریر میں جو انہوں نے احمدیوں کے متعلق دستور میں ترمیم کے وقت کی اَور زیادہ وضاحت اور خوبصورتی کے ساتھ اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ "ہر پاکستانی کو اِس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اِس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔"

ہم اپنے مذہب کے متعلق اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو اُس کے غضب کے نیچے لے آتا ہے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر، اُس کے فرشتوں پر، یومِ آخرت پر، حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت اور آپؐ کے خاتم النّبیین ہونے پہ اور قرآن کریم کے آخری شریعت ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں اور قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے سب احکام کو اپنے لئے فرض جانتے ہیں اور ان پر عمل کرنے میں ہی اپنی نجات یقین کرتے ہیں۔ کلمہ طیّبہ

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہی ہمارا کلمہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مُبارکہ کے تحت ہی ہم حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود یقین کرتے ہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اِس کے علاوہ اَور کوئی مذہب نہیں۔

پس ہم اس آزادئ مذہب کی ضمانت کے ہوتے ہوئے جو ہمیں دستورِ پاکستان میں دی گئی ہے اپنے آپ کو کس طرح راستی اور دیانتداری کے ساتھ غیر مسلم لکھ سکتے ہیں؟ جبکہ ہم اپنے دلوں کی گہرائیوں سے بھی اسلام اور صرف اسلام کو مانتے ہیں اور باقی سب مذاہب کو اس کے مقابل میں جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو غیر مُسلم کیسے کہیں یا لکھیں۔ ہم خود کو "احمدی" لکھ سکتے ہیں لیکن "غیر مسلم" نہیں لکھ سکتے۔ اِس بات کو پُوری طرح تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ دستور یا قانون کی اغراض کے لئے ہمیں مسلمان نہیں سمجھا گیا خود ہمیں قانوناً مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے آپ کو غیر مُسلم لکھیں۔ یہ جھوٹ ہوگا۔ اور یہ عقلاً قانوناً اور اخلاقاً بھی درست نہیں اور راست گوئی کے بھی خلاف ہوگا۔ اور یہ امر ہر لحاظ سے واضح اور صریح ہے۔ ہم "احمدی مسلمان" ہی کہلا سکتے ہیں۔ دیگر مواقع پر بھی یہی صُورت ہو سکتی ہے۔

ہمارا مذہب

بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۶ طبع اوّل)

(۲) "جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۶ طبع اوّل)

آئینِ پاکستان کی دفعہ ۲۰

(الف) ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کو اختیار کرے اور تشہیر کرے۔

(ب) ہر مذہبی فرقہ کو حق حاصل ہے کہ وہ مذہبی ادارے قائم کرے۔

(اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین مجریہ ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۵)

وزیر اعظم کی یقین دہانی

وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"ہم دورِ جدید میں رہتے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دئے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اِس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اِس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔"

(کتابچہ بعنوان "ختمِ نبوت پر قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ" شائع کردہ مرکزی وزارتِ اطلاعات صفحہ ۱۱)

پبلشر: مسعود احمد * پرنٹر: سید عبدالحی * مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ * مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزادئ کشمیر کے لئے جدّوجہد

(مختصر تاریخ)

اندرا ـــــ عبداللہ سمجھوتہ

کچھ عرصہ سے یہ افواہیں زور پکڑ رہی تھیں کہ بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی اور کشمیری لیڈر شیخ محمد عبداللہ کے درمیان کوئی سمجھوتہ طے پا چکا ہے جس کی رُو سے مقبوضہ کشمیر کو بھارت کے ایک مستقل صوبہ کا درجہ دیدیا جائے گا اور اس طرح ان تمام کھلے وعدوں پر پانی پھیر دیا جائے گا جو بھارت کے سب سے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے بھارت کی حکومت کی طرف سے حکومتِ پاکستان، کشمیر کے عوام اور تمام دنیا کے سامنے کئے تھے۔ ان وعدوں کا ماحصل یہ تھا کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ وہاں کے عوام کریں گے، کیونکہ حکومت ہند اپنی مرضی کشمیری عوام پر ٹھونسنا نہیں چاہتی۔ ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ اور آزادانہ طور پر یہ حق استعمال کر کے خود فیصلہ کریں کہ وہ کشمیر کا الحاق پاکستان سے چاہتے ہیں یا بھارت سے۔ ان وعدوں کو یو۔ این۔ او کے سامنے بھی دوہرایا گیا جس پر اس عالمی ادارے نے ان وعدوں کو قراردادوں کی شکل دیدی۔ اور پھر اسی پر بس نہیں پنڈت جواہر لال کی بیٹی یعنی موجودہ وزیر اعظم ہند نے پاکستان کے ساتھ تازہ معاہدہ کیا جو شملہ معاہدہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں یہ عہد کیا گیا تھا کہ دونوں ملکوں کے درمیان جو تنازعات ہیں جن میں سے ایک کشمیر کا مسئلہ ہے ان کو باہمی افہام و تفہیم سے حل کیا جائے گا۔

اندرا عبداللہ سمجھوتہ کے متعلق آخر یہ افواہیں درست ثابت ہوئیں اور ۱۲ فروری ۷۵ء کو اس معاہدہ پر باقاعدہ دستخط ہونے کے بعد ۲۵ فروری ۷۵ء کو اس کا متن بھی شائع کر دیا گیا۔ نتیجۃً شیخ محمد عبداللہ مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعلیٰ مقرر ہو گئے۔

تنازعہ کشمیر کا پس منظر

پاکستان کی نوجوان نسل کو تنازعہ کشمیر سے روشناس کرانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا پس منظر بھی بیان کر دیا جائے۔ متحدہ ہندوستان میں ریاست جموں و کشمیر اپنے رقبہ کے لحاظ سے ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست تھی۔ اس کے دو صوبے یعنی (۱) جموں اور (۲) کشمیر تھے اور کچھ سرحدی اضلاع تھے۔ کل رقبہ چوراسی ہزار مربع میل پر مشتمل تھا۔

آبادی

۱۹۴۱ء کی سرکاری مردم شماری اس طرح تھی:۔

	مسلم	غیر مسلم	کل آبادی	تناسب مسلم آبادی
صوبہ کشمیر	۱۶,۱۵,۴۷۸	۱,۱۲,۲۷۰	۱۷,۲۸,۷۰۵	۹۳٫۴ فیصد
صوبہ جموں	۱۲,۱۵,۰۷۶	۷,۶۵,۵۷۵	۱۹,۸۱,۴۸۳	۶۱,۳ ″
سرحدی اضلاع	۲,۷۰,۰۹۳	۴۱,۳۸۱	۳,۱۱,۴۰۰	۸۸,۹ ″
کل آبادی	۳۰,۹۰,۶۴۷	۹,۲۹,۲۲۶	۴۰,۲۱,۵۸۸	۸۱,۲ ″

خلاصہ یہ کہ:۔

مسلمان ۸۱,۲ فیصد
اور غیر مسلم ۱۸,۸ ″ تھے

ڈوگرہ راج کا تسلّط

اس مسلم اکثریت والی ریاست پر انگریزوں نے ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کو ایک معاہدہ کی رُو سے جو معاہدہ امرتسر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ڈوگرہ راج مسلط کر دیا اور ریاست پچھتر لاکھ روپے کی حقیر رقم میں مہاراجہ گلاب سنگھ ڈوگرہ کے پاس فروخت کر دی گئی اور اسی وقت سے اس بیاسی فیصد مسلم اکثریت والی ریاست پر ہندو راج قائم تھا اور ان حکمرانوں نے اس ریاست کے حسین و ذہین باشندوں کے ساتھ ہمیشہ غلاموں والا سلوک روا رکھا۔ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

ریاست کی سیاسی اہمیّت

ریاست کا محلِ وقوع ایسا ہے کہ چین اور روس جیسے عظیم ممالک کی سرحدیں بھی اس کے ساتھ ملتی ہیں اس لئے اس ریاست کو عالمی سیاسیات میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

تقسیم برِّ عظیم

جب برِّ عظیم، پاکستان اور بھارت، دو مملکتوں میں تقسیم ہونے لگا تو انگریز کی گہری سازش کے نتیجہ میں طے شدہ اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ریڈکلف سے یہ فیصلہ کروایا گیا کہ گورداسپور کا مسلم اکثریت والا ضلع ہندوستان کو دیدیا جائے۔ اس طرح ہندوستان کی سرحدوں کو ریاست کشمیر کے ساتھ ملا دیا گیا۔ یہ وہ گہری سازش تھی جس کے نتیجہ میں پاک و ہند کے درمیان تین لڑائیاں ہوئیں اور کئی مرتبہ معاملہ اقوام متحدہ میں پیش ہونے کے باوجود ۲۸ سال میں کوئی تصفیہ نہیں ہو سکا۔

ناجائز گٹھ جوڑ پر پاکستان کا ردِّ عمل

اس عظیم ناانصافی اور ظلم کا ردِّ عمل پاکستان میں ہونا لازمی تھا کیونکہ اس تنازعہ میں شروع سے ہی پاکستان ایک فریق تھا جس کی شمولیت کے بغیر کوئی سمجھوتہ سمجھوتہ نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ سارے پاکستان اور آزاد کشمیر کے باشندگان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ وزیر اعظم پاکستان نے پہلے قدم کے طور پر پاکستان اور آزاد کشمیر میں بسنے والے ہر فرد سے اپیل کی کہ وہ جمعہ ۲۸ فروری ۱۹۷۵ء کو مکمل ہڑتال کریں۔ غیر ممالک میں بسنے والے پاکستانی جہاں جہاں بھی ہوں اس ہڑتال میں شریک ہو کر یہ ثابت کر دیں کہ یہ سمجھوتہ ظالمانہ ہے ناانصافی پر مبنی ہے، یک طرفہ ہے اور ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

اپیل کی شاندار کامیابی

وزیر اعظم پاکستان کی یہ اپیل انتہائی کامیاب ہوئی۔ پاکستان اور آزاد کشمیر میں ہر جگہ مکمل ہڑتال ہوئی۔ ایسی مکمل ہڑتال پاکستان کی ۲۸ سالہ زندگی میں پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس میں ہر طبقہ کے لوگوں نے بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ حصہ لیا۔ زندگی کے ہر شعبہ کا تمام کاروبار معطل رہا یہاں تک کہ ریل گاڑیاں اور ہوائی سروسیں بھی بند رہیں۔ احتجاجی جلوس نکالے گئے اور اس تحریک میں ہر قسم کی سختیوں اور دباؤ کے باوجود مقبوضہ کشمیر کے لوگوں نے بھی حصہ لے کر یہ ثابت کر دیا کہ اہالیانِ کشمیر چاہے وہ اس وقت آزاد کشمیر میں رہ رہے ہوں یا غلام کشمیر میں وہ اس فیصلہ سے ناراض ہیں اور اسے ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ پھر اسی تاریخ پر بہت سے دوست ممالک نے بھی کشمیریوں کے حقِ خود ارادیت کی تائید میں ایکبار پھر اظہار کیا۔

کشمیر کے باشندوں کی بے بسی

مسئلہ کشمیر کو صحیح طور پر نوجوان نسل کے دلوں میں راسخ کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کی مختصر تاریخ بھی بیان کر دی جائے۔ اوپر یہ ذکر آ چکا ہے کہ ۱۸۴۶ء میں انگریز نے یہ ریاست مہاراجہ گلاب سنگھ ڈوگرہ کے پاس فروخت کر دی تھی۔ وہ اور اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانشین وہاں کے لاکھوں باشندوں کو اپنا زر خرید غلام تصور کرتے تھے۔ ان کو ابتدائی انسانی حقوق بھی حاصل نہ تھے۔

آج سے پینسٹھ سال پہلے کی بات ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں کے مسلمانوں کی کس مپرسی کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے بعد بھی کئی مرتبہ گئے اور ہر مرتبہ دردمند دل کے ساتھ واپس آتے رہے۔ ظاہری تدبیر کے طور پر وہاں کے ہونہار بچوں کو پنجاب بلا کر تعلیم دلاتے رہے اور ہر طرح ان کے حوصلوں کو بلند کرنے میں کوشاں رہے تا وقتیکہ کشمیریوں کے دلوں میں آزادی کے لئے ایک ہلچل شروع ہو گئی اور پھر ۱۹۳۱ء میں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے جن کے نتیجہ میں ایک طرف عام مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں میں بیداری کے آثار نظر آنے لگے اور دوسری طرف ریاستی حکومت نے ان پر مظالم کے پہاڑ گرانے شروع کر دیئے۔

اکیس مسلمان شہید کر دیئے

۱۹۳۱ء میں پے در پے کچھ واقعات ہوئے جن کے نتیجہ میں مسلمانوں میں سخت اشتعال پیدا ہو گیا۔ تحصیل اودھم پور کا ایک بڑا زمیندار حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ حکومت نے اس کی تمام جائیداد و املاک پر اس کے بھائی کا قبضہ کروا کے اسے بے دخل کر دیا۔ ایک گاؤں ڈیگور میں مسلمانوں کو نماز با جماعت ادا کرنے سے روک دیا۔ جموں جیل کی پولیس لائن میں ایک ہندو ہیڈ کنسٹیبل نے ایک مسلمان کنسٹیبل کو جبکہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہا کہ کیا بکواس پڑھ رہے ہو (نعوذ باللہ) اور پنجسورہ کو پرے پھینک دیا۔ جموں میں آریہ ڈپٹی انسپکٹر پولیس نے عید کا خطبہ روک دیا۔

۱۳ر جولائی ۱۹۳۱ء کو ریاستی پولیس کی فائرنگ سے اکیس ۲۱ مسلمان شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ مسلمانان کشمیر نے اس عظیم سانحہ کی اطلاع ریاست سے باہر اپنے ہمدردوں کو دینے کی کوشش کی مگر سنسر کی سختی کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔ ان ہمدردوں میں سرفہرست حضرت امام جماعت احمدیہ تھے۔ پھر سرینگر والوں نے خفیہ طور پر اپنا نمائندہ سیالکوٹ بھجوایا جس نے بذریعہ تار سب واقعات کی اطلاع حضرت امام جماعت احمدیہ کو دی۔

حکومتِ ہند کو انتباہ

حضرت امام جماعت احمدیہ نے وائسرائے ہند کو یہ تار دیا:۔

”مہاراجہ کے تازہ اعلان کے بعد جس میں انہوں نے اپنی مسلم رعایا کو کئی طرح کی دھمکیاں دی ہیں اس واقعہ کا ظہور پذیر ہونا صاف بتلاتا ہے کہ یہ سب کچھ عمداً کیا گیا ہے۔“

”دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کی طرح پنجاب کے مسلمان بھی کشمیری مسلمانوں پر ان مظالم کو کسی صورت میں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ اگر حکومت ہند نے اس پر بھی مداخلت نہ کی تو مجھے خطرہ ہے کہ کہیں مسلمان اس انتہائی ظلم و ستم کو برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے گول میز کانفرنس میں شمولیت سے انکار نہ کر دیں۔“

یہ تار جماعت کے اخبارات کے علاوہ مسلم پریس میں بھی شائع ہوا اور سب نے اس کی تائید میں زوردار اداریے لکھے۔

مسلمانانِ ہند کا ردِّ عمل

ہندوستان کے ایک مشہور مذہبی لیڈر کے تاثرات

مسلمانانِ ہند پر اس کا کیا ردِّ عمل ہوا اس کا اندازہ آپ کو اس مکتوب سے چل جائے گا جو ہندوستان کے ایک مشہور مذہبی لیڈر نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام ارسال فرمایا۔ وھو ھذا:۔

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در خواجہ حسن نظامی صاحب ۳ر جولائی ۱۹۳۱ء

مخلص نواز جناب مرزا صاحب! السلام علیکم

آپ نے سری نگر کے حالات پڑھ لئے ہوں گے۔ یہ موقعہ ہے کہ ہم سب مسلمان اپنی مستعدی اور اخوتِ اسلامی کو جتنی جلدی ایک مرکز پر جمع کر کے کام شروع کر دیں گے اتنا ہی زیادہ اثر ہو گا۔ میری رائے یہ ہے کہ سری نگر کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے آپ کو اور مجھ کو فوراً خود چلنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں اگر ہم دونوں کو گرفتار کر لیا جائے گا تو ایک برس کا کام ایک مہینہ میں پورا ہو جائے گا بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ جلدی کامیابی ہو جائے گی اور خود آپ کی جماعت میں اتنی بڑی زندگی صرف معمولی حرکت سے پیدا ہو جائے گی جو حیرت انگیز ہو گی۔

میں جانتا ہوں کہ آپ کی پوزیشن اور آپ کے ذاتی مصالح اور آپ کی جسمانی صحت مزاحم ہو گی لیکن یہ وقت کسی بات کے دیکھنے کا نہیں۔ قدیمی مسلمانوں کی طرح نہایت بے جگری اور پھرتی سے آگے بڑھ جانے کا وقت ہے۔ میں آپ کے ساتھ بحیثیت ایک معمولی خادم کے چلوں گا۔ لاہور میں بھی اطلاعیں دی ہیں تاکہ اسمبلی کا کوئی ممبر اور کوئی پنشنر مسلمان جج اور کوئی بے تعصب ہندو بھی ہمارے ساتھ ہو تاکہ ہم سری نگر میں جا کر ایک منصفانہ اور مؤثر تحقیقات کر سکیں۔ تحقیقات تو یہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کیا جائے جن پر تلوار اٹھائی گئی ہے لیکن ہمیں صرف تحقیقات کرنے کا اعلان کرنا ہے اور ہر قسم کی تکلیفوں اور سختیوں کو برداشت کر کے کام کرنا ہے۔ اس خط کو دیکھتے ہی مجھے تار دیجئے۔ جہاں آپ بلائیں گے میں فوراً پہنچ جاؤں گا۔

حسن نظامی“

اس مکتوب کے جواب میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے محترم خواجہ صاحب کو تحریر فرمایا:۔

”یہ صحیح ہے کہ میری اور آپ کی گرفتاری پر شور پڑ جائے گا کیونکہ ہمارے لئے اپنی جان اور مال قربان کرنے والے لاکھوں لوگ موجود ہیں مگر ریاست اتنی بے وقوف نہیں کہ ہمیں گرفتار کرے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گی۔ پس اس فعل میں ہماری کوئی قربانی نہیں ہو گی صرف ایک نمائش ہو جائے گی جس سے فائدہ اٹھانا ہماری شان کے خلاف ہے۔“

اس مضبوط دلیل کو معزز مکتوب الیہ نے بھی سراہا۔

محترم خواجہ حسن نظامی صاحب کی تجویز

”در خواجہ حسن نظامی۔ ۱۸ر جولائی ۱۹۳۱ء

مخلص نواز حامی مسلمین جناب مرزا صاحب۔ السلام علیکم

۱۶ر جولائی کا خط پہنچا۔ غالباً کل یا پرسوں میرا بھی ایک خط آپ کو ملا ہو گا۔ آج کے خط پر غور کرنے سے جو خیال ہوا وہ عرض کرتا ہوں۔

لاہور کی کشمیری کانفرنس کی نسبت آپ نے نہایت صحیح رائے قائم کی ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نسبت یہ تو ٹھیک ہے کہ ان کا اثر ہے مگر یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ان میں عملی جرأت بھی ہے۔ وہ ہرگز اس مشکل کام میں دخل نہ دیں گے۔ چاہے اس وقت وہ وعدہ کر لیں لیکن ایفاء کی امید نہیں ہے۔

آپ ڈکٹیٹر کی حیثیت رکھتے ہیں میں آپ کے ساتھ کام کرنے کو موجود ہوں۔ سیالکوٹ میں ایک مرکزی مقام بنا دیجئے۔ میں بھی وہاں آ جایا کروں گا اور ایک بار آپ بھی آ جائیں۔ ۲۴ر جولائی کا جو دن مقرر ہوا ہے اس دن آپ لاہور آ جائیں میں بھی آ جاؤں گا وہاں سب سے مل کر کام کا نقشہ بنا لیا جائے گا۔ میں نے تو بڑے بڑے متعصب مولویوں سے بھی باتیں کیں تو ان کو آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے آمادہ پایا۔ بہرحال دوسرے غافل و کاہل و بے اثر لوگوں انتظار کرنا فضول ہے۔ اب قدم بڑھایئے سب آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔

۲۴ر جولائی کو لاہور آنا ممکن ہو تو تار دیجئے تاکہ میں ۲۳ر کو وہاں پہنچ جاؤں ورنہ قادیان آ جاؤں گا تاکہ تمام امور پر زبانی گفتگو ہو سکے۔

آپ نے وائسرائے اور لندن کا کام موقع کے موافق کیا مگر اس کا کچھ اثر نہیں ہو گا جب تک کہ گورنمنٹ ریاست کے مسلمانوں میں یکجہتی اور قوت محسوس نہ کرے۔ خواجہ باقر خدا کے فضل سے اچھی ہیں اور آپ کی اہلیہ کی عیادت کی شکرگزار ہیں۔

نیازمند حسن نظامی“

مسلمانانِ ہند سے دردمندانہ اپیل

امام جماعت احمدیہ نے ”مسلمانانِ جموں و کشمیر کی حالت اور مسلمانوں کا فرض“ کے عنوان کے ماتحت ایک دردمندانہ اپیل فرمائی جس کے چند اقتباس درج ہیں۔ فرمایا:۔

”میں امید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب، شیخ دین محمد صاحب، السید محسن شاہ صاحب اور اسی طرح دوسرے سرآوردہ ابنائے کشمیر جو اپنے وطن کی محبت میں کسی دوسرے سے کم نہیں اس موقع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے موجودہ طوائف الملوکی کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے ورنہ اس میں کوئی شبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کہ سب طاقت ضائع ہو جائے گی اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔"

بے شک مسلمانان کشمیر کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کے لئے ہندوستان میں انفرادی کوششیں شروع ہو گئی تھیں لیکن بغیر کسی مرکز اور تنظیم کے یہ مساعی بار آور نہ ہو سکتی تھیں۔ اور نہ ان کے مفید نتائج برآمد ہو سکتے تھے بلکہ اختلافات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے اس اپیل میں واضح کیا گیا کہ:۔

"اختلافات کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایسی کوئی تحریک بھی کامیاب نہ ہو سکے گی اور مظاہروں سے جو حقیقی فائدہ مقصود ہوتا ہے محرکین اس سے محروم رہ جائیں گے اور آپس میں شقاق بھی پیدا ہو گا۔"

("مسلمانانِ جموں و کشمیر کی حالت اور مسلمانوں کا فرض" مطبوعہ جولائی ۱۹۳۱ء)

مسلمانانِ ہند نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کر دی

۲۵؍ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ کے مقام پر نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب کی کوٹھی "فیئر ویو" میں مسلم اکابرینِ ہند کا اجلاس ہوا جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ ایک "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" بنائی جائے جو اس سارے کام کو اپنے ذمہ لے کر پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اس وقت تک یہ مہم جاری رہے جب تک ریاست کے باشندوں کو ان کے جائز حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔ اس اجلاس میں امام جماعت احمدیہ کے علاوہ مندرجہ ذیل لیڈروں نے شمولیت کی:۔

(۱) ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب (۲) نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب (۳) حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب (۴) نواب محمد اسمٰعیل صاحب آف کنج پورہ (۵) سید محسن شاہ صاحب (۶) خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب (۷) مولانا نور الحق صاحب مالک انگریزی روزنامہ "مسلم آؤٹ لک" (۸) مولانا سید حبیب صاحب مالک روزنامہ "سیاست" (۹) مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے (۱۰) مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی (۱۱) نمائندہ مسلمانانِ صوبہ جموں۔ (۱۲) نمائندہ مسلمانانِ صوبہ کشمیر (۱۳) نمائندہ مسلمانانِ صوبہ سرحد (انقلاب، سیاست، مسلم آؤٹ لک، سٹیٹسمین، سول اینڈ ملٹری گزٹ ۷/۳۱ ۲۷-۲۶)

یہ سب کے سب اکابرین "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" قائم ہوتے ہی اس اجلاس ہی میں کمیٹی کے رکن بن گئے سوائے ریاست کے نمائندوں کے جو قانوناً ایسا نہ کر سکتے تھے۔

ہر مکتبۂ فکر کے نمائندوں کی کمیٹی

آل انڈیا کشمیر کمیٹی ہر مکتبۂ فکر کے نمائندوں پر مشتمل تھی چنانچہ کمیٹی کے قیام کے جلد بعد:۔

"مختلف صوبوں کی لیجسلیٹو کونسلوں اور مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلمان ممبروں کے علاوہ دیوبند کے مشہور فاضل مولوی سید میرک شاہ۔ اہلحدیث کے لیڈر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا اسمٰعیل غزنوی۔ سجادہ نشینوں میں سے خواجہ حسن نظامی اور مولانا ابو الحمید ظفر بنگالی اور صاحبزادہ مولانا ابوظفر وحید الدین کلکتہ۔ سیاست دانوں میں سے مولانا حسرت موہانی، مولانا شفیع داؤدی اور ڈاکٹر شفاعت احمد۔ کانگرسی مسلمانوں میں سے مشیر حسین قدوائی اور ملک برکت علی تعلیم جدید کے ماہرین میں سے ڈاکٹر ضیاء الدین اور شاعروں میں سے ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ کشمیر کے دیرینہ خادموں میں سے سید محسن شاہ اور خان بہادر رحیم بخش اخبارات کے ایڈیٹروں میں سے مولانا سید حبیب شاہ۔ مولانا غلام رسول مہر۔ مولانا عبدالمجید سالک۔ مولانا یعقوب خان۔ مولانا مظہر الدین۔ مولانا نور الحق۔ منشی محمد الدین فوق سب اس کمیٹی کے رکن بن گئے اور پھر آل انڈیا مسلم کانفرنس اور آل انڈیا مسلم کشمیر کانفرنس نے اس کمیٹی کے ساتھ تائید و تعاون کا اعلان کر دیا

۱۴؍ اگست تاریخی کشمیر ڈے

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر چُنے جانے کے بعد ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے پہلی پبلک تحریک یہ کی کہ سارے ہندوستان میں ۱۴؍ اگست ۱۹۳۱ء کو "کشمیر ڈے" منایا جائے۔ یہ تحریک تمام اخبارات میں چھپی اور علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا جس کا نام تھا

"کشمیر ڈے کا پروگرام"

"کشمیر ڈے کا پروگرام میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

"مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے تیس لاکھ بھائی بے زبان جانوروں کی طرح قسم قسم کے ظلموں کا تختۂ مشق بنائے جا رہے ہیں۔ جن زمینوں پر وہ ہزاروں سال سے قابض تھے ان کو ریاست کشمیر اپنی ملکیت قرار دے کر ناقابلِ برداشت مالیہ وصول کر رہی ہے۔ درخت کاٹنے، مکان بنانے، بغیر اجازت زمین فروخت کرنے کی اجازت بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص کشمیر میں مسلمان ہو جائے تو اس کی جائیداد ضبط کر لی جاتی ہے بلکہ اہل و عیال تک (اس سے زبردستی چھین کر) الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں۔ انجمن بنانے کی اجازت نہیں۔ اخبار نکالنے کی اجازت نہیں۔ غرض اپنی اصلاح اور ظلموں پر شکایت کرنے کے سامان بھی ان سے چھین لئے گئے ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کی حالت اس شعر کی مصداق ہے ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

جب اس صورت حالات کے خلاف جموں کے مسلمانوں نے ادب و احترام سے (نہ کہ شرارت و شوخی سے) مہاراجہ صاحب کے پاس شکایت کی تو بذریعہ تار جموں کے مسلمانوں کے نمائندوں کو بلوایا گیا کہ مہاراجہ صاحب کے پاس اپنی معروضات پیش کریں لیکن کئی دن تک "آج نہیں کل" کرتے ہوئے ان کی شکایات سننے کی بجائے انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا جن میں سے کئی اب تک جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ کشمیر کے ان مسلمانوں کے سینے جو صرف ایک ہمدردِ کشمیر کے مقدمہ کی کارروائی سننے کی خواہش کے مجرم تھے۔ گولیوں سے چھلنی کر دیئے گئے۔ ان غریب قیدیوں اور بے کس مجرموں اور خاموشی سے جان دینے والوں کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ مسلمان کہلاتے تھے اور انہیں اب یہ احساس کیوں پیدا ہونے لگ گیا تھا کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ پس آج ہر ایک مسلمان (جو ہندوستان کے کسی گوشے میں رہتا ہے) اس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ۱۴؍ اگست کو جلسہ کرائے یا جلسے میں شامل ہو اور اس صورت حال کے خلاف احتجاج کرے کیونکہ جموں و کشمیر کے تیس لاکھ مسلمانوں کی آواز جو غلامی کے شکنجے میں کسے ہوئے بُری طرح کراہ رہے ہیں، کسی خیر خواہ ملت کو آرام و چین سے سونے نہیں دے سکتی۔"

کشمیر ڈے کی بے نظیر کامیابی

- لاہور کا جلسہ کمیٹی کے ممبر ڈاکٹر سر محمد اقبال کی صدارت میں ہوا۔ جلوس اور جلسہ میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی
- کلکتہ میں جلسہ سہروردی کی صدارت میں ہوا۔ یہ بھی کمیٹی کے رکن تھے۔ جلوس بھی نکالا گیا۔ پچاس ہزار مسلمان شامل ہوئے۔
- بمبئی میں مولانا شوکت علی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جلوس کے انتظام کے لئے ایک ہزار باوردی والنٹیئر موجود تھے۔ اتنا بڑا ہجوم تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔
- سیالکوٹ میں آغا حیدر پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی صدر لوکل کشمیر کمیٹی کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جلوس میں ساٹھ ہزار سے زائد لوگ تھے۔
- پٹنہ میں مولانا شفیع داؤدی ممبر کمیٹی کی صدارت میں جلسہ ہوا اور مولانا نے اطلاع دی کہ صوبہ بہار میں قریباً ہر جگہ جلسے ہوئے اور دوسرے صوبوں کی طرح یہاں پر مسلمانوں نے جوش کا مظاہرہ کیا۔
- دیوبند میں مہتمم صاحب دارالعلوم کی صدارت میں جلسہ ہوا۔
- رنگون میں بھی جلسے ہوئے
- مالابار میں بھی جلسے ہوئے۔
- پشاور اور صوبہ سرحد میں بھی جلسے ہوئے اسی طرح دہلی اور شملہ میں بھی شاندار احتجاجی جلسے ہوئے۔

ایک سرے سے دوسرے سرے تک

خلاصہ یہ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی تحریک پر ہندوستان کے مسلمانوں نے کشمیر ڈے نہایت شاندار اور پُرجوش طریق سے منایا۔ مسلمانوں کے خلاف حکومت کشمیر کی ناانصافیوں اور ستم رانیوں کے متعلق جس زور سے مظاہرے کئے گئے اور مسلمانانِ کشمیر کو مصائب و آلام کے ہجوم میں جس مخلصانہ رنگ میں ہر طرح امداد کا یقین دلایا گیا وہ حکومتِ کشمیر کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی تھا۔

صدر محترم (آل انڈیا کشمیر کمیٹی) نے باشندگانِ کشمیر کو یہ بھی ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ بھی اس دن "کشمیر ڈے" منائیں۔ ہر شخص اپنے بازو پر ماتمی سیاہ بیج باندھے۔ کشمیر کی حکومت نے ہر قسم کی روکاوٹیں پیدا کیں اور کئی غلط افواہیں پھیلائیں۔ اس کے باوجود کشمیر کے مسلمانوں نے ہر جگہ اس ہدایت کی تعمیل کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سری نگر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ریزولیوشن پاس ہوئے۔ ایک ریزولیوشن میں متعصب وزیر، وزیر اعظم ہری کرشن کول، کی علیحدگی کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ اس دن ہر شخص بازو پر سیاہ پٹی باندھے نظر آتا تھا۔ جموں میں بھی اسی طریق پر بلکہ پولیس کے تشدد کے باوجود "کشمیر ڈے" منایا گیا۔

مشہور کشمیری مؤرخ منشی محمد الدین فوق نے لکھا:-

"۱۴ راگست کو یوم آزادی کے موقعہ پر مسلمانوں میں اتنا جوش و خروش تھا کہ اس کی نظیر ریاست کی سرزمین میں دوبارہ ملنی محال ہے۔" (اخبار کشمیری لاہور ۱۴ ستمبر ۱۹۳۱ء)

کشمیر میں احمدی وکلاء کی بے لوث اور شاندار خدمات

ریاست جموں و کشمیر میں ڈوگرہ حکومت نے ریاست کے سینکڑوں مسلمانوں کو مقدمات میں جو نہایت سنگین نوعیت کے تھے ماخوذ کر رکھا تھا۔ یہ مقدمات قتل، بلوہ، آتشزدگی، ڈاکہ، لوٹ مار وغیرہ جرائم کے ماتحت چل رہے تھے مسلمانان جموں و کشمیر کے منتخب نمائندہ سردار گوہر الرحمٰن صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو یہ تار بھجوایا:-

Telegram

Jammu Tawi
To
Khalifatulmasih
37 Multan Road, Lahore
Kindly send advocates earlier.

Goharrahman.

آزادی کشمیر کے لئے سمندر پار مساعی

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے محترم صدر کی ہدایات کے ماتحت خان صاحب مولوی فرزند علی (امام مسجد لندن) جو کوششیں انگلستان میں کر رہے تھے وہ بہت ہی قابل قدر تھیں۔ آپ نے ہز ہائی نس سر آغا خان، سر میاں محمد شفیع، ڈاکٹر سر محمد اقبال، چوہدری محمد ظفر اللہ خان اور مولانا شفیع داؤدی کو (جو ان دنوں لندن میں تھے) تحریک کی کہ وہ فرداً فرداً وزیر ہند سے ملیں اور انہیں کشمیر کے متعلق پُر زور توجہ دلائیں۔ چنانچہ ان سب لیڈروں نے وزیر ہند سے مل کر اس پر زور دیا۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے تو اس سلسلہ میں کئی بار وزیر ہند سے ملاقات کی۔

مولانا غلام رسول مہر کا خط

مولانا غلام رسول مہر اپنے خط میں جو روزنامہ انقلاب میں شائع ہوا لکھتے ہیں:-

"کشمیری مسلمانوں کے تعلق میں برطانوی جرائد کا رویہ پہلے کی نسبت بہتر ہے اور اس میں بلاشائبہ ریب مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد لنڈن کا بڑا حصہ ہے جو شروع سے لیگ کشمیر کے تعلق میں اور دوسرے اسلامی مسائل کے تعلق میں مسلسل جدوجہد فرماتے رہے ہیں۔ اخبارات میں جو خبریں شائع ہوتی رہیں ان کے علاوہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف سے متعدد تار موصول ہوئے جن کی کاپیاں ایک ایک مندوب کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔"

(جناب مرزا صاحب نے) جنگ آزادی میں شہید ہونے والوں کی تصویریں اپنے آدمیوں سے کھنچوا کر انگلستان ارسال کیں۔ شہیدوں کے خونی جامے پارلیمنٹ کے ممبروں کو دکھائے گئے۔"

(انقلاب ۱۹ر نومبر ۱۹۳۱ء)

چوہدری غلام عباس کا اعتراف

چوہدری غلام عباس لکھتے ہیں:-

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی معرفت ہماری شکایات سمندر پار کے ممالک میں بھی زبان زد خاص و عام ہو گئیں۔ اس نزاکت حال کے پیش نظر حکومت کشمیر کے لئے ہماری شکایات کو ٹالنا اور بزور طاقت عمومی تحریکات کو دبا کر نتائج کچلتے چلے جانا مشکل ہو گیا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پیہم اصرار کے باعث حکومت ہند کا معاملات میں دخل انداز ہونا ناگزیر ہو گیا۔" (کشمکش صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

جناب میر واعظ صاحب کے خط کا اقتباس

"کشمیر کمیٹی اور جناب کی انتھک جدوجہد ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے جس کی ہر وقت کی امداد اور قیمتی مشوروں نے مشکلات کے حل کرنے میں آسانیاں پیدا کیں۔ آپ کا فرستادہ وفد ہمارے مشوروں، کاموں اور اجتماعات میں پوری دلچسپی سے حصہ لے کر اپنے فرائض کی انجام دہی کر رہا ہے جس کے لئے ہم سب ممنون ہیں۔

اس خط کو اس حقیقت کے اعلان پر ختم کرتا ہوں کہ ہر کشمیری آپ کا ممنون ہے۔ اور کشمیر میں اس وقت کوئی آپس کی فرقہ وارانہ لڑائی نہیں کی جا سکتی۔" احمد اللہ میر واعظ ہمدانی عفی عنہ ۵/۱۱/۳۱

کشمیر کے میر واعظ احمد اللہ صاحب ہمدانی کی طرف سے اعتراف خدمات

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

حضور صدر محترم ایدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مبارک

الحمد للہ علیٰ احسانہ۔ احوال دعا گو من کل الوجوہ بخیر و عافیت ہے۔ صحت و تندرستی آں محترم ہر وقت درگاہ مجیب الدعوات سے مطلوب ہوتی ہے۔ بعد اس کے دعا گو کشمیر کمیٹی کے معزز ممبران برادران اسلام کی ہمدردی سے بہت ہی مشکور ہوں۔ بالخصوص صدر محترم کی جانفشانی سے از حد ممنون۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

مفتی عتیق اللہ صاحب کاشمیری کی طرف سے خدمات کا شکریہ

مولانا مفتی عتیق اللہ صاحب کشمیری لکھتے ہیں:-

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے جس خلوص اور ہمدردی کے ساتھ مظلوم مسلمانان ریاست جموں و کشمیر کو مالی، جانی اور قانونی امداد دی اس کے لئے ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ زبان سپاس ہے۔ ہم لوگ اس کمیٹی کی بے لوث مالی امداد کے تا زیست ممنون رہیں گے۔ اس کمیٹی نے شہداء کے پسماندگان کا خیال رکھا۔ یتامیٰ و ایامیٰ کی پرورش کی۔ محبوسین کے پسماندگان کو مالی امداد دی۔ ماخوذین کو قانونی امداد دی۔ کارکنوں کو گرانقدر مشورے دیئے۔ جنگلوں میں، پہاڑوں میں جا کر مظلومین کی امداد کی۔ ماخوذین کی اپیلیں دائر کیں اور ان کے مقدمات کی پیروی کی۔ قابل ترین قانونی مشیر ہم پہنچائے۔ ہندوستان اور بیرون ہند میں ہماری مظلومیت ظاہر کرنے کی جان توڑ کوشش کی۔ ہماری آواز کو حکام بالا تک پہنچایا۔ ہماری تسلی اور تسکین کی خاطر اشتہارات اور ٹریکٹ شائع کئے۔ ہر وقت قابل اور موزوں والنٹیر دیئے۔ دنیائے اسلام کو ہمارے حالات سے آگاہ کر کے ہمدردی پر آمادہ کیا۔ اخبارات کے ذریعہ ہماری مظلومیت کو ظاہر کیا۔" (روزنامہ انقلاب لاہور ۲۰/۴/۳۲)

آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے ایک سیشن کے صدر میاں احمد یار صاحب کا خط

بخدمت اقدس مکرم محترم جناب صاحب صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان زاد الطافکم

مؤدبانہ سلام مسنون گزارش۔ جناب کے اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب کا مکتوب گرامی مورخہ ۷ رماہ حال مشرف صدور لایا۔ شکریہ۔

جناب کی جانب سے جو ٹھوس اور بھاری کام ہماری اعانت کا ہو رہا ہے اس کے متعلق ہم اہالیان ریاست بجز ہدیہ لفظی شکر کے کیا ادا کر سکتے ہیں۔ آنجناب کو ہماری بہتری مطلوب ہے اس لئے ہماری ہر آواز و خواہش کی تائید فرماتے رہتے ہیں۔

بوثوق کے ساتھ میں عرض کر سکتا ہوں کہ مظفر آباد کے تمام کارکن بجز ایک منافق صاحب کے کبھی کسی غیر آئینی جدوجہد کے مؤید نہیں ہیں اور جب میرپور کی خبروں نے اس علاقہ میں آگ لگنے کا امکان پیدا کیا تو میں نے مسٹر عبداللہ کی طرف لوگوں کی آنکھیں لگوا دیں اور کہتا رہا کہ ممکن ہے ہمیں بھی سول نافرمانی شروع کرنی پڑے۔ مگر چونکہ ہماری قلمرو کا واحد راہنما مسٹر عبداللہ ہے اس ضمن میں جب تک وہاں سے اجازت یا ہدایت نہ ہو ایسا کرنا مناسب نہیں ہے۔ بعد میں جب ۲۷ر جنوری کو میں جموں چلا گیا تو اسی بندۂ غرض پیر حسام الدین نے مسٹر عبداللہ کی گرفتاری کی خبر سے موقعہ پا کر سول نافرمانی کا ناکام سا اعلان کر دیا۔ اب بھی وہ شخص جیل میں خود ہی انگیخت کرنے اور پھر خود ہی جاسوسی کرنے کا کام کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ میری بالخصوص اور ارکان مظفر آباد کی بالعموم جو پوزیشن احرار کے متعلق رہی ہے اس کے متعلق ایک بسیط بیان اخبارات میں دیا جائے۔ ہم ان کے ساتھ ملحق یا تابع ایک دن کے لئے بھی نہیں ہوئے بلکہ امتیازی حیثیت رکھی ہے۔

احمد یار

بے لوث اور بے غرضانہ کوشش اور جدوجہد کے لئے شکریہ

S. M. ABDULLAH MSC ALEG SIRI NAGAR

مکرم و معظم جناب حضرت میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے پہلے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کروں اس بے لوث اور بے غرضانہ کوشش اور جدّو جہد کے لئے جو آپ نے کشمیر کے درماندہ مسلمانوں کے لئے کی۔ پھر آپ نے جس استقلال اور محنت کے ساتھ مسئلہ کشمیر کو لیا اور میری غیر موجودگی میں جس قابلیت کے ساتھ ہمارے ملک کے سیاسی احساس کو قائم اور زندہ رکھا مجھے امید رکھنی چاہیئے کہ آپ نے جس ارادہ اور عزم کے ساتھ مسلمانانِ کشمیر کے حقوق کے حصول کے لئے سعی و جہد فرمائی ہے آئندہ بھی اسے زیادہ کوشش اور توجہ سے جاری رکھیں گے اور اس وقت تک اپنی مفید کوششوں کو بند نہ کریں گے جب تک کہ ہمارے تمام مطالبات صحیح معنوں میں ہمیں حاصل نہ ہو جائیں۔

میں اس وقت مناسب خیال کرتا ہوں کہ مختصر طور پر وہ حالات عرض کروں جو میری اور دیگر کارکنوں کی گرفتاری کا باعث ہوئے۔ گزشتہ موسم سرما میں جب گلینسی کمیشن کا کام جاری تھا تو میں پوری طرح اس کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس کے کام میں لگا ہوا تھا اور مسلمانوں کی مختلف شکایات بہم پہنچا رہا تھا۔ ملک کی فضا بالکل صاف اور پُرامن تھی اور کسی قسم کی بھی بدامنی کا خیال تک نہ تھا کہ اچانک بلاوجہ آرڈیننس کا نفاذ صوبہ کشمیر میں کر دیا گیا اور ساتھ ہی مفتی ضیاء الدین صاحب کو یہاں سے جلاوطنی کا حکم دیا گیا۔ اس طرح باوجود اس کے کہ حکومت نے اشتعال دلانے کی کوشش کی لیکن پھر بھی میں نے مکمل امن رکھنا پسند کیا۔ میری گرفتاری ایک تو حکومت کی زبردستی تھی اور کسی حد تک میرے اپنے بعض کارکنوں کی کمزوری۔ میں اس وقت حکومت کی پالیسی کے متعلق ہی کچھ عرض کروں گا۔"

عبداللہ

شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ میری زبان میں طاقت ہے نہ میرے قلم میں زور (شیخ عبداللہ)

S. M. ABDULLAH. SiRiNAGAR 22.10.32

جنابِ محترم میاں صاحب دام اقبالہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نہ میری زبان میں طاقت ہے اور نہ میرے قلم میں زور اور نہ میرے پاس وہ الفاظ ہیں جس سے کہ میں جناب کا اور جناب کے بھیجے ہوئے کارکن مولانا درد، سید زین العابدین صاحب وغیرہ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ یقیناً اس عظیم الشان کام کا بدلہ جو کہ آنجناب نے ایک بے کس اور مظلوم قوم کی بہتری کے لئے کیا ہے، صرف خدائے لایزال سے ہی مل سکتا ہے۔ میری عاجزانہ دعا ہے کہ خداوند کریم آنجناب کو زیادہ سے زیادہ طاقت دے تاکہ آنحضور کا وجود مسعود بے کسوں کیلئے سہارا ہو۔ شاید جناب عاجز سے ناراض ہوں کہ میں نے جناب کے ارشاداتِ گرامی کے جواب دینے میں تساہل سے کام لیا۔ میں مانتا ہوں کہ یقیناً یہ صریح گستاخی ہے مگر خدا کو حاضر جان کر میں جناب سے عرض کئے دیتا ہوں کہ میری گوناگوں پریشانیوں نے مجھے مجبور کر رکھا تھا۔ ایک دن .... اس کی یادگی ایک طرف پنڈتوں اور مسلمانوں کا افسوسناک فساد، مالی پریشانی، اپنوں سے بیگانگی، کانفرنس کی تیاری وغیرہ وغیرہ۔ ان سب باتوں نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ اس کی شہادت جناب کے پاس سید زین العابدین صاحب دے سکتے ہیں۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے مجھے کامل یقین ہے کہ جناب مجھے معاف فرمائیں گے اور بزرگانہ، کریمانہ صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے یقین کر لینا چاہیئے کہ جناب کا تسلی بخش جواب باصواب میری پریشانیوں کو جلد از جلد رفع کر دے گا۔

حالات بالکل ٹھیک ہیں۔ جناب درد صاحب اور شاہ صاحب وغیرہ کام میں مصروف ہیں جو لوگ قومی کام میں مخل ہونا چاہتے ہیں اللہ میاں نے انہیں کافی سزا دی ہے۔ الحمد للہ۔ درد صاحب سے موٹر کا روپیہ بھی وصول ہو چکا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

کانفرنس بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ بجائے تین دن کے کانفرنس برابر پانچ دن ہوتی رہی اور بڑی شان سے۔ دستور اساسی نے بڑا وقت لیا ..... اخراجات تقریباً آٹھ ہزار آئے ہیں۔ پنڈال میں ڈیڑھ ہزار روپیہ خرچ آیا۔ لاؤڈ سپیکر بجلی وغیرہ کا اچھا انتظام تھا۔ مختلف اطراف سے رضاکار آئے ہوئے تھے۔ فرودگاہ کا انتظام بہت اچھا تھا۔

الغرض جناب کی دعا سے کانفرنس نہایت کامیاب رہی۔ مفصل کارروائی جناب درد صاحب نے آنحضور کو بھیجدی ہوگی۔ میرا بھی خیال ہے پنجاب آنے کا۔ انشاء اللہ شرفِ قدم بوسی حاصل کروں گا۔ احراری خیال کے چند افراد غلط پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ میں کشمیر کمیٹی کے ہاتھ کٹھ پتلی کا کھیل بنا ہوا ہوں، کبھی کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ بھی بدل گیا ہے مگر خداوند کریم بہتر جانتا ہے کہ میں کون ہوں اور کہاں ہوں اس لئے ہمیشہ ان کو ذلیل ہونا پڑتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب کی دعائیں ہمیشہ شاملِ حال ہوں گی۔ آپ مجھے اپنا بچہ سمجھتے ہوئے مجھے حق حاصل ہونا چاہیئے کہ کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے جناب سے گستاخی کا مرتکب ہو جاؤں اور پھر معافی طلب کروں۔ امید کرتا ہوں کہ جناب کا ارشادِ گرامی جلدی ہی میری تسلی کر دیگا۔ عبدالرحیم صاحب اور محمد یحییٰ صاحب رفیقی کی طرف سے مودبانہ عرض و السلام۔

جناب کا تابعدار شیخ محمد عبداللہ

شیخ محمد عبداللہ کا ایک اور خط

بھجوادہ سری نگر
۲۳ مئی ۳۲ء

مکرمی جناب میاں صاحب   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ تین صد روپیہ بذریعہ رجسٹری بیمہ وصول پایا۔ شکریہ۔ لوگوں میں نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے۔ اب صرف اخبار کی کمی ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ پانچ دس آدمی مل کر اگر پانچ پانچ سو روپیہ لگا لیں تو ایک اعلیٰ اخبار جاری ہو سکتا ہے اور اخبار ایک کمپنی کی صورت میں چلایا جا سکتا ہے اور پریس بھی اپنا خریدا جا سکتا ہے۔ ابھی اس میں مجھے کامیابی نہیں ہوئی لیکن کوشش جاری ہے۔ کل آپ کی جماعت کے مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب مجھے راستہ چلتے چلتے ملے اور فرمایا کہ آپ نے ارادہ ظاہر فرمایا ہے کہ کشمیر کے چند نوجوان طالب علموں کو جو کالج یا ہائی کلاسز میں تعلیم پاتے ہوں، غریب ہوں اور قومی کاموں میں دلچسپی رکھتے ہوں آپ کی جماعت کی طرف سے کچھ وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اگر یہ درست ہے تو سب سے اوّل ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مد میں کل آپ کتنا خرچ کر سکتے ہیں تاکہ ہم اس حساب سے لڑکوں کا انتخاب کریں۔ دوسری غرض میری یہ ہے کہ دیہاتوں میں بہت سے لڑکے امتحان انٹرنس میں کامیاب ہوتے ہیں اور وہ کالج میں صرف اس لئے داخل نہیں ہو سکتے کہ وہ غریب ہیں اور شہر میں رہنے کی جگہ نہیں ہے اگر سری نگر میں ایک مکان بطور بورڈنگ کے لیا جائے اور ایک باورچی، ایک چپراسی اور ایک سپرنٹنڈنٹ اس میں رہے اور کم از کم ۳۰ لڑکوں کی گنجائش اس میں ہو تو میرے خیال میں یہ بہت ہی مفید بات ہوگی۔ ماہوار اخراجات تقریباً ۲۰۰ روپیہ ہوں گے۔ اپنے مشورہ سے مشکور فرمائیں۔ والسلام

تابعدار شیخ محمد عبداللہ

کشمیر کے لیڈروں کی امداد کے لئے درخواست

بحضور حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ہم اس حیثیت سے کہ کشمیر کے مظلوم ہیں اور ہمارا جرم اسلام ہے ہم حضور سے بحیثیت امام جماعت احمدیہ ہونے کے طالب امداد ہیں۔ حضور ہماری امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

گو ہمیں اس امر کا از حد صدمہ ہے کہ حضور نے اپنا دستِ شفقت بعض کم فہم احباب کی وجہ سے ہمارے سر پر سے اُٹھا لیا مگر آپ کی ذات سے ہمیں پوری امید ہے کہ حضور اس آڑے وقت میں ہماری راہنمائی فرما کر ہمیں ممنون و مشکور فرمائیں گے اور ہمارے لئے ساتھ ہی دعا بھی فرمائیں۔ مفصل حالات صوفی عبدالواحد صاحب تحریر کریں گے۔ جیل جاتے وقت عریضہ لکھا ہے کسی بھی قسم کی غلطی ہو معافی کے خواستگار ہیں۔ والسلام خاکساران

1- Ghulam Mohammad Bakhshi
2- S. M Abdullah 31-5-33
3- Ghulam Nabi 31-5-33

چوہدری غلام عباس کا ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
(از دفتر جموں و کشمیر مسلم کانفرنس)

بخدمت حضرت صاحب قبلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف۔ بندہ مع عبدالمجید قرشی ایڈیٹر "پاسبان" آج غالباً ایک نوٹس کے بعد جو نوٹیفکیشن ایل ۱۹ اے کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے خلاف ورزی کر کے جیل میں جا رہے ہیں۔ آنجناب نے جو کچھ اس وقت تک مظلومانِ کشمیر کے لئے کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ بندہ کو امید واثق ہے کہ آنجناب اپنے گزشتہ ایثار کے پیشِ نظر پھر مظلوم مسلمانانِ کشمیر کی حمایت کے لئے کمربستہ ہو جائیں گے کیونکہ حالات سخت نازک صورت اختیار کر رہے ہیں اور آنجناب کی مساعی جمیلہ کی از حد ضرورت ہے۔

"بر کریماں کارہا دشوار نیست"

احقر غلام عباس
۱۰/۷/۳۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا سید حبیب شاہ مدیر اعلیٰ روزنامہ سیاست کی کتاب کا اقتباس

"مظلومینِ کشمیر کی امداد کے لئے صرف دو جماعتیں پیدا ہوئیں۔ ایک کشمیر کمیٹی دوسری احرار۔ تیسری جماعت نہ کسی نے بنائی نہ بن سکی۔ احرار پر مجھے اعتبار نہ تھا اور اب دُنیا تسلیم کرتی ہے کہ کسی کے یتامیٰ، مظلومین اور بیواؤں کے نام سے روپیہ وصول کر کے احرار شیرِ مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ ان میں سے ایک لیڈر بھی ایسا نہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو کشمیر کمیٹی نے انہیں دعوتِ اتحادِ عمل دی مگر اس شرط پر کہ کثرت رائے سے کام ہو اور حساب باقاعدہ رکھا جائے۔ انہوں نے دونوں اصولوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لہذا میرے لئے سوائے ازیں چارہ نہ تھا کہ مَیں کشمیر کمیٹی کا ساتھ دیتا۔ اور مَیں بہ بانگِ دُہل کہتا ہوں کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب صدر کشمیر کمیٹی نے تندہی، محنت، ہمت، جانفشانی اور بڑے جوش سے کام لیا اور اپنا روپیہ بھی خرچ کیا اور اس کی وجہ سے مَیں ان کی عزت کرتا ہوں۔"

("تحریک قادیان" حصہ اول ص۴۲)

روزنامہ انقلاب کا اظہارِ خیال

روزنامہ انقلاب جو اُن دنوں مسلمانوں میں بہت مقبول اخبار تھا لکھتا ہے:۔

"کشمیر کمیٹی کے ...... اگرچہ وہاں پہلے ہی متعدد ارکان مصروفِ کار تھے لیکن ان کی امداد اور مسلم نمائندوں سے مشاورت کرنے کی غرض سے پنجاب کے بعض مقتدر اور تجربہ کار حضرات بھیجے گئے جنہوں نے اندرون کشمیر کے منظم کرنے میں نہایت قابلِ قدر خدمات انجام دیں ..... ہم آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے محترم عہدے داروں اور کارکنوں کے شکرگزار ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس شکرگزاری میں مسلمانانِ کشمیر ہم سے کاملاً ہم آہنگ ہیں کہ کمیٹی کے کارکنوں نے نہایت بے نفسی اور انتہائی فراست سے ان کاموں کو نباہا ہے۔"

(روزنامہ انقلاب لاہور ۲۰ر نومبر ۱۹۳۱ء ص۳)

اعترافِ خدمات

روزنامہ انقلاب نے ایک مفصل مضمون میں لکھا:۔

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مسلمانانِ کشمیر کے شہداء، پسماندوں اور زخمیوں کی امداد اور ماخوذینِ بلا کی قانونی اعانت میں جس قابلِ تعریف سرگرمی، محنت اور ایثار کا ثبوت دیا ہے اس کو مسلمانانِ کشمیر کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اب تک اس کمیٹی کے بے شمار کارکن اندرونِ کشمیر مختلف خدمات میں مصروف ہیں اور ہزارہا روپیہ مظلومین و ماخوذین کی امداد میں صرف کر رہے ہیں۔"

(انقلاب ۱۱ر مارچ ۱۹۳۲ء)

سینکڑوں مسلمانوں کو جو تباہ حال تھے بچا لیا

روزنامہ انقلاب نے لکھا:۔

"جب سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے اس نے نہایت اخلاص سے مسلمانانِ کشمیر کی ہر ممکن طریق سے امداد کی اور سینکڑوں تباہ حال مسلمانوں کو ہلاکت سے بچا لیا ہے۔ اگر اس کے راستے میں بعض لوگ رکاوٹ نہ ڈالتے تو مسلمانانِ کشمیر نے اپنے حقوق حاصل کر لئے ہوتے۔"

(انقلاب ۱۴ر اپریل ۱۹۳۲ء)

فرقان بٹالین

اسی اثناء میں حکومت پاکستان کی طرف سے جماعت احمدیہ سے ایک رضاکار بٹالین کے قیام کا منشاء ظاہر ہوا۔ چنانچہ فرقان بٹالین کا قیام عمل میں آیا۔ دو سال یہ فرقان بٹالین شاندار کارنامے سرانجام دیتی رہی۔ گیارہ نوجوانوں کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ جنگ بندی کے بعد اس بٹالین کو ختم کر دیا گیا۔ ان خوش قسمت شہداء کی فہرست ملاحظہ ہو:۔

فہرست شہداء

۱۔ چوہدری نصیر احمد مرحوم ولد چوہدری عنایت اللہ۔ چک 35 S.B سرگودھا۔ طالب علم ایف۔ ایس۔ سی زراعتی کالج لائل پور۔ تاریخ شہادت ۱۲ر اگست ۱۹۴۸ء بعمر ۱۸ سال بمقام بھمبر۔

۲۔ چوہدری محمد اسلم مرحوم ولد چوہدری جہان خان صاحب مانگٹ اونچے تحصیل حافظ آباد تاریخ شہادت ۲۰ر اکتوبر ۱۹۴۸ء۔ مقام شہادت باغسر۔

۳۔ چوہدری منظور احمد صاحب ولد چوہدری دین محمد صاحب چک ۹۳ ڈاکخانہ ہڑالہ آباد۔ تحصیل فورٹ عباس۔ تاریخ شہادت ۷ر دسمبر ۱۹۴۸ء۔ مقام شہادت باغسر۔

۴۔ عبدالرزاق مرحوم ولد چوہدری محمد علی صاحب چک ۶۸ ٹھیکریوالہ ضلع سیالکوٹ۔ تاریخ شہادت ۲۱ر دسمبر ۱۹۴۸ء۔

۵۔ سنجی جنگ مرحوم عرف منگا ولد امام بخش صاحب مرحوم موضع بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ تاریخ شہادت ۱۶/۱۷ جنوری ۱۹۴۹ء بعمر ۳۸ سال بمقام بھمبر۔

۶۔ غلام یٰسین مرحوم ولد چوہدری غلام نبی صاحب ادرحمہ سرگودھا۔ تاریخ شہادت یکم فروری ۱۹۴۹ء مقام شہادت بھمبر۔

۷۔ محمد خان مرحوم ولد ابراہیم صاحب بھینی ضلع شیخوپورہ۔ تاریخ شہادت ۸ر مارچ ۱۹۴۹ء۔

۸۔ بشیر احمد ریاض مرحوم ولد دیوان صاحب مانسر کیمپ۔ تاریخ شہادت ۹ر اکتوبر ۱۹۴۹ء۔ مقام شہادت باغسر۔

۹۔ عبدالرحمٰن مرحوم ولد ولی محمد صاحب واہ کیمپ۔ تاریخ شہادت ۱۵ر جون ۱۹۵۰ء مقام شہادت فرقان کیمپ متصل سرائے عالمگیر۔

۱۰۔ برکت علی صاحب آف داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ۔

۱۱۔ اللہ رکھا صاحب جسو کے ضلع گجرات۔

فرقان بٹالین کو عزت سے الوداع کیا گیا

فرقان بٹالین کی الوداعی تقریب ۱۷ر جون ۵۰ء کو منعقد ہوئی لیفٹیننٹ جنرل کے۔ ایم شیخ جو اُن دنوں بریگیڈیر تھے انہوں نے پریڈ کا معائنہ کیا۔ مارچ پاسٹ کے وقت سلامی لی اور کمانڈر انچیف افواجِ پاکستان کا تعریفی پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس تقریب میں حکومتِ پاکستان اور آزاد کشمیر کے اعلیٰ سول اور فوجی افسر شریک ہوئے۔

پاکستان کے کمانڈر انچیف کا پیغام

کمانڈر انچیف پاکستان کے انگریزی پیغام کا ترجمہ:۔

"آپ کی بٹالین خاص رضاکار بٹالین تھی جس میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ ان میں کسان بھی تھے اور مزدور پیشہ بھی۔ کاروباری لوگ بھی تھے اور نوجوان طلباء و اساتذہ بھی۔ وہ سب کے سب خدمتِ پاکستان کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ نے اس قربانی کے بدلے میں جس کے لئے آپ میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو بخوبی پیش کیا۔ کسی قسم کے معاوضہ اور شہرت و نمود کی توقع نہ کی۔ آپ جس جوش اور ولولے کے ساتھ آئے اور اپنے فرائضِ منصبی کی بجا آوری کے لئے تربیت حاصل کرنے میں جس ہمہ گیر اشتیاق کا اظہار کیا اس سے ہم سب بہت متاثر ہوئے۔ ان تمام مشکل مراحل پر جو نئی پلٹن کو پیش آتے ہیں آپ کے افسروں نے بہت عبور حاصل کر لیا۔

کشمیر میں محاذ کا ایک اہم حصہ آپ کے سپرد کیا گیا اور آپ نے ان تمام توقعات کو پورا کر دکھایا جو اس ضمن میں آپ سے کی گئی تھیں۔ دشمن نے ہوا پر سے اور زمین پر سے آپ پر شدید حملے کئے لیکن آپ نے ثابت قدمی اور اولوالعزمی سے اس کا مقابلہ کیا اور ایک انچ زمین بھی اپنے قبضہ سے نہ جانے دی۔ آپ کے انفرادی اور مجموعی اخلاق کا معیار بہت بلند تھا اور تنظیم کا جذبہ بھی انتہائی قابلِ تعریف۔

اب جبکہ آپ کا مشن مکمل ہو چکا ہے اور آپ کی بٹالین تخفیف میں لائی جا رہی ہے مَیں اس قابلِ قدر خدمت کی بناء پر جو آپ نے اپنے وطن کی انجام دی ہے آپ میں سے ہر ایک کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا حافظ۔"

(مسلسل صفحہ ۸ پر)

نوٹ:۔ مضمون میں بعض خطوط کی نقول دی گئی ہیں۔ اصل خط موجود ہیں۔!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالانِ جماعتِ احمدیہ سے خطاب

اے نونہالانِ جماعتِ احمدیہ! آزادیٔ کشمیر کی جدّ وجہد کی جو مختصر تاریخ آپ کے سامنے رکھی گئی ہے اس سے آپ پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ آپ کے بزرگوں نے آزادیٔ کشمیر کی جدّ وجہد میں دامے۔ درمے۔ قدمے سخنے امداد کی ہے اور ہمارے نوجوانوں نے اپنے خون کی قربانی دیکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی ہم نے کشمیریوں کا ساتھ دے کر ان کی امداد کو جاری رکھا ہے اور جب بھی کوئی غیر جانبدار، نڈر اور دیانتدار مؤرّخ تاریخ لکھے گا تو ان خدمات کو جو نہایت شاندار طریقہ پر جماعت نے سر انجام دی ہیں کبھی نظر انداز نہ کر سکے گا۔

جب تک مظلوم باشندگانِ کشمیر کو ان کا حقِ خود اختیاری استعمال کرنے کا موقع نہ دیا جائے یہ جدّ وجہد جاری رہے گی۔ ہمارے قابلِ صد احترام امام حضرت میرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ابھی حال میں عارفانہ اعلان فرمایا ہے کہ اگر انسانی تدبیر ناکام ہو جائے گی تو ہمارے مولیٰ کریم کی تقدیر حرکت میں آئے گی اور ظلم ناکام ہوگا اور حق کا بول بالا ہوگا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین اللّٰھم آمین

سال بسال ہماری قربانیوں میں اضافہ احمدیّت کی صداقت کا ایک نشان ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کے مخلص اور فدائی احباب ہر سال اپنی قربانیوں میں پے در پے اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر مسلسل محنت اور استقلال سے کام لے کر نہ صرف اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچاتے ہیں بلکہ وہ اپنے اُس عہد کی تکمیل بھی کرتے ہیں جو انہوں نے موعود زمانہ کی بیعت کرتے وقت کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر کے وہ صداقتِ احمدیت کا ایک روشن ثبوت دُنیا کو مہیا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا نے فرمایا میرے پیاروں کا قدم نہ کبھی ایک جگہ ٹھہرے گا نہ پیچھے ہٹے گا بلکہ آگے بڑھے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے دکھا دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی علیہ السلام کی جماعت کا قدم ہر سال آگے ہی بڑھتا ہے۔ اس میں دُنیا کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہے صداقتِ احمدیت کا۔ اللہ تعالیٰ دُنیا کی آنکھیں کھولے اور انہیں سمجھ عطا فرمائے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ مئی ۱۹۷۳ء)

عہدیدار اصحاب خاص طور پر حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کو ملحوظ رکھیں اور کوشش فرماویں کہ اپنے اپنے حلقے میں (ان ایام میں خاص طور پر) احباب سے لازمی چندہ جات یعنی چندہ عام۔ حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ فراہم کر کے بروقت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت ڈالے اور غلبۂ اسلام کا دن جلد تر لے آئے۔ آمین

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

کل ربوہ مقابلہ حسن قراءت

الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ ربوہ کے زیرِ اہتمام کل ربوہ مقابلہ حسن قراءت ۲۰ مارچ بروز جمعرات ساڑھے چار بجے سہ پہر جامعہ احمدیہ ہال میں ہوگا۔ اس مقابلہ کے قواعد حسب ذیل ہوں گے:۔

ا۔ مقابلہ کا معیار ایک ہوگا۔

ب۔ امسال مقابلہ کے لئے سورۃ صف کا دوسرا رکوع مقرر کیا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی حصہ قرآن پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

ج۔ قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

د۔ اوّل، دوم، سوم کے علاوہ ایک انعام حوصلہ افزائی کا بھی دیا جائے گا۔

ہ۔ منصفین کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔

احباب سے زیادہ سے زیادہ شمولیت کی درخواست ہے۔

(نائب الامین الاوّل)

بی ایس سی کے امتحان میں ایک احمدی طالبہ کی نہایت شاندار کامیابی

یونیورسٹی بھر میں مجموعی طور پر اوّل۔ حاصل کردہ نمبروں کے تمام سابقہ ریکارڈ مات

پنجاب یونیورسٹی کے بی۔ ایس سی کے امتحان میں جس کے نتیجہ کا حال ہی میں اعلان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک احمدی بچی کو بہت نمایاں اور شاندار کامیابی عطا فرمائی ہے۔

یہ احمدی طالبۂ علم مکرم جناب اکرام اللہ صاحب ۱۹۔ بی، گلگشت کالونی ملتان کی صاحبزادی عزیزہ امۃ المجیب سلمہا ہیں۔ وہ بفضل اللہ تعالیٰ یونیورسٹی کے بی۔ ایس سی کے سالانہ امتحان میں ۷۰۰ نمبروں میں سے ۶۰۳ نمبر حاصل کر کے نہ صرف اعزاز کے ساتھ پاس ہوئی ہیں بلکہ لڑکوں اور لڑکیوں میں مجموعی طور پر یونیورسٹی بھر میں اوّل قرار پائی ہیں۔ مزید برآں وہ حاصل کردہ زیادہ سے زیادہ نمبروں کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑنے میں بھی کامیاب رہی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ یہ نمایاں اور شاندار اعزاز عزیزہ موصوفہ کو اور ان کے والدین کو مبارک کرے اور اسے عزیزہ سلمہا کے لئے مزید شاندار دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور انہیں نافع اور فیض رساں وجود بنا کر مستقبل میں اسلام، قوم و ملک اور بنی نوع انسان کی عظیم الشان خدمات بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین اللّٰھم آمین

ماہنامہ الفرقان کا تازہ شمارہ

ماہِ مارچ کا رسالہ الفرقان خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہے۔ اس میں اداریہ کے علاوہ ایک خاص مضمون اہلحدیثوں کے مسلّم رُوحانی بزرگ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی ؒ کے چالیس کشوف و الہامات بھی شائع ہوئے ہیں ان میں ایک الہام انت منی و انا منک بھی ہے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا مضمون "میرا دین" بھی جو ہفت روزہ لاہور میں شائع ہوا ہے درج ہے۔ رسالہ طلوع اسلام اور المنبر کے اعتراضات کے مفصّل جوابات ہیں۔ البیان اور شذرات بھی ہیں۔ دلچسپ نظمیں بھی ہیں۔ یہ رسالہ ۱۵ مارچ کو خریدار اصحاب کے نام پوسٹ کیا گیا ہے۔

(منیجر الفرقان ربوہ)

درخواستِ دعا

(۱) میرے بڑے بھائی جان محترم ڈاکٹر بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) غلام احمد صاحب آجکل بیمار ہیں اور سی۔ ایم۔ ایچ لاہور میں بغرض علاج داخل ہیں بیماری کی صحیح تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے تشویش ہے۔ کمزوری بھی بے حد ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ان کی کامل و عاجل صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (مسز فرخندہ اختر شاہ۔ ربوہ)

(۲) میرے تینوں بچے آجکل بعارضہ خسرہ بیمار ہیں۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

(اہلیہ عبد الوہاب خان۔ ربوہ)

شفائے اپھارہ
جانوروں کے اپھارہ کے لئے
فی پیکٹ ۵/۷۵۔ درجن ۹/۰
تیار کردہ: شاہ ہومیوپیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴